فَسۡـَٔلُوٓاْ أَهۡلَ ٱلذِّكۡرِ إِن كُنتُمۡ لَا تَعۡلَمُونَ

”تو پوچھ لیا کرو ان سے جو جانتے ہیں، اگر تم نہیں جانتے“ (ترجمہ شیخ الہندؒ)

فتاوی یسئلونک

دار الافتاء والارشاد

الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ

شمارہ 28 | جمعۃ المبارک 13 محرم الحرام 1441ھ 13 ستمبر 2019ء

سوال ارسال کرنے کے طریقے

بالمشافہ: سوالات تحریری صورت میں متعین سوالنامے پر بالمشافہ جمع کروائیں۔

بذریعہ ویب سائٹ: www.yasalunak.com پر موجود سوالنامے کے ذریعے ارسال کریں۔

بذریعہ برقی مراسلہ: ask@yasalunak.com پر برقی مراسلے (ای میل) کی صورت میں ارسال کریں۔

بذریعہ واٹس ایپ: 0333-9206874 پر مکمل نام کے ساتھ واٹس ایپ کریں۔

نوٹ: جوابات/فتاویٰ سوالات موصول ہونے کی ترتیب سے ارسال کیے جاتے ہیں۔

دارالافتاء والارشاد، الباقیات الصالحات فاؤنڈیشن رجسٹرڈ، فقہ اکیڈمی C-335 بلاک 1، گلستان جوہر، کراچی

سوال: شوہر بیوی کو طلاق دینا نہیں چاہتا اور بیوی اپنے میکے بیٹھی ہے، شریعت کے لحاظ سے اس کا دورانیہ کتنے عرصہ چل سکتا ہے؟ اسی طرح اگر بیوی اپنے میکے جا کر بیٹھ جائے اور خاوند کے بار بار چکر لگانے کے باوجود آنے سے انکار کرے اور اس پر خرچے کا بھی تقاضہ کرے تو اس پر شریعت کا کیا حکم ہے؟ نیز علیحدگی کی صورت میں اولاد رکھنے کا اختیار کس کا ہے؟

جواب: اگر نکاح کے دورانیے کے بارے میں سوال مقصود ہے تو میاں بیوی کا نکاح ہمیشہ قائم رہتا ہے، جب تک کہ باقاعدہ طلاق یا خلع وغیرہ واقع نہ ہو۔ واضح رہے کہ بیوی پر واجب ہے کہ اپنے خاوند کی اطاعت کرے، اگر بیوی خاوند کے بلانے پر بھی گھر نہ آئے تو وہ نافرمان ہے، اور خاوند پر سے اس کے نان ونفقہ کی ذمہ داری ساقط ہو جاتی ہے۔

(لا) نفقة لأحد عشر: مرتدة، ومقبلة ابنه، ومعتدة موت، ومنكوحة فاسدا وعدته، وأمة لم تبوأ، وصغيرة لا توطأ، و (خارجة من بيته بغير حق) وهي الناشزة حتى تعود ولو بعد سفره. (الدر المختار، باب النفقة)

البتہ اولاد کے اخراجات کی ذمہ داری باپ ہی پر ہوگی۔ علیحدگی کی صورت میں لڑکے کی سات سال تک اور لڑکی کے بالغہ ہونے تک پرورش کا حق ماں کو حاصل ہے.

(والحاضنة) أما، أو غيرها (أحق به) أي بالغلام حتى يستغني عن النساء وقدر بسبع وبه يفتى لأنه الغالب. ولو اختلفا في سنه، فإن أكل وشرب ولبس واستنجى وحده دفع إليه ولو جبرا وإلا لا (والأم والجدة) لأم، أو لأب (أحق بها) بالصغيرة (حتى تحيض) أي تبلغ في ظاهر الرواية. (الدر المختار، باب الحضانة)

سوال: یو اے ای میں اگر بینک اکاؤنٹ کھلوایا جائے تو وہ پہلی چیک بک اور اے ٹی ایم کارڈ فری دیتے ہیں، اس کے علاوہ اگر تنخواہ پر مبنی اکاؤنٹ ہے تو اس کے ماہانہ سروس چارجز بھی نہیں ہوتے اور اگر غیر تنخواہ پر مبنی ہے تو اگر تین ہزار درہم سے کم ہو تو ماہانہ سروس چارجز کاٹے جاتے ہیں، تین ہزار درہم سے زیادہ ہوں تو نہیں کاٹے جاتے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تمام فائدے سود کے زمرے میں تو نہیں آئیں گے؟ نیز ان سے استفادہ کرنے کی بابت کیا حکم ہے؟

جواب: کسی بینک میں سیونگ اکاؤنٹ کھلوانا جائز نہیں البتہ کرنٹ اکاؤنٹ کھلوانے کی گنجائش ہے۔ کرنٹ اکاؤنٹ میں بھی رکھوائی گئی رقم چونکہ قرض ہوتی ہے اور قرض پر نفع حاصل کرنا جائز نہیں ہوتا اس لیے کرنٹ اکاؤنٹ کی صورت میں بھی فری ڈیبٹ کارڈ، فری چیک بک وغیرہ حاصل کرنا جائز نہیں ہوگا، لہٰذا ان اشیاء کی جتنی قیمت عام طور پر وصول کی جاتی ہے اتنی رقم غیر صاحب نصاب شخص کو بغیر ثواب کی نیت کے صدقہ کر دیں۔

(الف) إذا كانت الوديعة مبلغًا من النقود أو أي شيء آخر مما يهلك بالاستعمال، وكان المودع عنده مأذونًا له في استعماله، اعتبر العقد قرضًا. (الوسيط في شرح القانون المدني، عقد الوديعة، الفصل الرابع، ط: دار إحياء التراث العربي)

(ب) كل قرض جر نفعا حرام. (الدر المختار، كتاب البيوع، باب المرابحة والتولية)

سوال: اگر کسی کو ٹانگوں پر زخم ہوں اور شوگر بھی ہو اور پانی سے سخت پرہیز ہو تو وہ فرض غسل کیسے کرے یا پھر تیمم کرنا ہوگا اور تیمم بھی وضو والا ہوگا؟

جواب: ٹانگیں پھیلا کر بیٹھ جائے اور ٹانگوں کو گیلا کیے بغیر غسل کر لے اور زخمی حصے پر مسح کر لے، لیکن اگر زخمی حصے پر براہِ راست مسح نقصان دہ ہو تو زخم پر پٹی یا پلاسٹک باندھ کر اس پٹی یا پلاسٹک پر مسح کر لے۔ اگر یہ دونوں صورتیں ممکن نہ ہوں تو غسل کے بجائے تیمم کر لے، تیمم کا طریقہ وضو اور غسل دونوں میں یکساں ہے۔

(تيمم لو) كان (أكثره) أي أكثر أعضاء الوضوء عددا وفي الغسل

مساحة (مجروحا) أو به جدري اعتبارا للأكثر (وبعكسه يغسل) الصحيح ويمسح الجريح. وفي الرد: (قوله وبعكسه) وهو ما لو كان أكثر الأعضاء صحيحا يغسل إلخ. لكن إذا كان يمكنه غسل الصحيح بدون إصابة الجريح وإلا تيمم حلية. فلو كانت الجراحة بظهره مثلا وإذا صب الماء سال عليها يكون ما فوقها في حكمها فيضم إليها كما بحثه الشرنبلالي في الإمداد وقال لم أره. وما ذكرناه صريح فيه (قوله ويمسح الجريح) أي إن لم يضره وإلا عصبها بخرقة ومسح فوقها خانية وغيرها ومفاد كما قال ط أنه يلزمه شد الخرقة إن لم تكن موضوعة. (رد المحتار، باب التيمم، فروع صلى المحبوس بالتيمم)

سوال: حرم پاک میں نماز باجماعت یا نوافل پڑھتے ہوئے عورت اپنا چہرہ کیسے چھپائے؟

جواب: خواتین کے لیے مسجد حرام کے اندر نماز کی مخصوص جگہیں بنی ہوئی ہیں، جہاں عام طور پر مرد حضرات کا جانا منع ہے، خواتین کو چاہیے کہ نماز کی مخصوص جگہوں میں جا کر نماز ادا کریں وہاں چہرہ چھپانا ضروری نہیں ہے، چاہے احرام کی حالت ہو یا نہ ہو۔ البتہ حالت احرام میں اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھنے کی نوبت آجائے جہاں مردوں کا گزر ہوتا ہو تو کوشش کریں کہ چہرے پر کپڑا لگائے بغیر نماز ادا کریں۔

واما تعصيب الراس والوجه فمكروه مطلقا موجب للجزاء بعذر او بغير عذر للتغليظ الا ان صاحب العذر غير آثم. (غنية الناسك، باب الاحرام، فصل: في مكروهات الاحرام)

سوال: میں نے بیٹی کا نکاح اور رخصتی سادگی سے مسجد میں کرنی ہے، جہیز اور بارات اور کھانے کا تصور بھی نہیں یہ سب لڑکے والوں کے تعاون سے ہوا۔ میں ایک اور رسم کا خاتمہ بھی کرنا چاہتا ہوں کہ جو شادی کے موقع پر سلامی یا ہدیہ یا تحفہ کے نام پر جو کچھ دیا جاتا ہے میں نے پیشگی ہی اس کے لینے سے معذرت کرلی ہے۔ میں یہ غیر شرعی کام تو نہیں کر رہا؟ یہ لینا دینا رسم اور بوجھ بن گیا ہے۔ اس موقع پر لینا دینا کیا سنّت ہے یا صحابہ کا طریقہ ہے؟

جواب: شادی بیاہ وغیرہ کے موقع پر تحفے تحائف کا لین دین محض ایک بے جا رسم ہے، جس کا شریعت میں کوئی حکم نہیں۔ اور بے جا رسم و رواج کا نتیجہ یہی ہوتا ہے کہ وہ ایک بوجھ بن کر رہ جاتی ہے۔ چنانچہ لوگوں پر سے اس بوجھ کو کم یا ختم کرنے کی نیت سے خاص اسی موقع پر لینے دینے سے معذرت کرلی جائے تو اچھی بات ہے۔ عام طور پر لوگ ایسے موقع پر جو سلامیاں دیتے ہیں وہ بدنامی سے بچنے کے لیے دے رہے ہوتے ہیں اس میں دلی رضا مفقود ہوتی ہے۔ جبکہ حدیث میں آیا ہے کہ: لَا يَحِلُّ مَالُ امْرِءٍ مُسْلِمٍ إِلَّا بِطِيبِ نَفْسٍ مِنْهُ. (شعب الإيمان للبيهقي، كتاب تحريم الفروج، فصل في الترغيب) "کسی مسلمان کا مال اس کی دلی رضا کے بغیر حلال نہیں"۔

سوال: اسکول میں مختلف مواقع پر جیسے چھٹی کرنے پر، دیر سے آنے پر یا ہوم ورک نہ کرنے پر بچوں سے جرمانہ لیا جاتا ہے، جو کہ بچوں پر ہی خرچ کیا جاتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: بچوں کی کوتاہی یا غفلت وغیرہ پر مناسب تادیب ضرور کرنی چاہیے، لیکن مالی جرمانہ وصول کرکے اس کی رقم خود یا بچوں پر یا کسی بھی فنڈ میں خرچ کرنا از روئے شریعت جائز نہیں۔ ہاں اس بات کی گنجائش ہے کہ بچوں سے فی الوقت جرمانہ وصول کیا جائے تاکہ وہ غلطی سے باز آجائیں، لیکن سال کے آخر میں انھیں وصول کی جانے والی تمام رقم واپس کردی جائے۔ یا پھر بچوں کے داخلہ کے وقت یہ معاہدہ کرلیں کہ غیر حاضریوں کی خاص مقدار پر اسکول سے بچے کا اخراج کر دیا جائے گا، اور داخلہ بحال کروانے کے لیے دگنی فیس وصول کی جائے گی، اور پھر غیر حاضریوں کی مقررہ تعداد ہو جانے کی صورت میں مذکورہ ضابطہ پر عمل کرلیا جائے۔

(لا بأخذ مال في المذهب) بحر. وفيه عن البزازية: وقيل يجوز

ومعناه أن يمسكه مدة لينزجر ثم يعيده له، فإن أيس من توبته صرفه إلى ما يرى. وفي المجتبى أنه كان في ابتداء الإسلام ثم نسخ. وفي الرد: وأفاد في البزازية أن معنى التعزير بأخذ المال على القول به إمساك شيء من ماله عنه مدة لينزجر ثم يعيده الحاكم إليه، لا أن يأخذه الحاكم لنفسه أو لبيت المال كما يتوهمه الظلمة إذ لا يجوز لأحد من المسلمين أخذ مال أحد بغير سبب شرعي. (رد المحتار، كتاب الأشربة)

سوال: کیا فرماتے ہیں مفتیانِ کرام اس مسئلے کے بارے میں کہ کوئی فرد یا ادارہ غیر تجارتی بنیاد پر اہل علاقہ کے مستحق افراد کے لئے مدرسہ قائم کرنا چاہتا ہے، جس میں دینی اور عصری تعلیم کا انتظام کیا جائے۔ طالب علم کی عمر چھ تا بارہ سال ہوگی۔ مقصدِ مذکورہ کے لئے مسجد کی بالائی منزل کا انتخاب مسجد اِنتظامیہ کی مشاورت سے کیا گیا ہے۔ مفتیانِ کرام سے رہنمائی درکار ہے۔ آیا مسجد کو اس مقصد کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے؟

جواب: مسجد کی بالائی منزل بھی مسجد کے حکم میں ہے اس کا استعمال مقاصد مسجد کے لئے ہی ہونا چاہیے اس حصہ میں مستقل مدرسہ قائم کرنا چھوٹے بچوں کو اس میں پڑھانا عام حالات میں درست نہیں کیونکہ اس حصہ کا ادب و احترام لازم ہے اور مدرسہ یا کلاس وغیرہ بنانے کی صورت میں اس ادب کو ملحوظ رکھنا مشکل ہے اس لئے اگر کوئی اور جگہ موجود ہو تو اسی میں مدرسہ قائم کیا جائے لیکن اگر فی الحال کوئی جگہ میسر نہ ہو تو مجبوری کی صورت میں عارضی طور پر دوسری جگہ میسر نہ ہونے تک مسجد کی بالائی منزل کو دینی تعلیم کی غرض سے استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن جتنا عرصہ یہ حصہ مدرسہ کے طور پر استعمال کیا جائے اتنا عرصہ اس حصہ کی پاکی صفائی اور ادب و احترام کا خاص خیال رکھا جائے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: مَنْ أَكَلَ مِنْ هَذِهِ الشَّجَرَةِ -يَعْنِي الثُّومَ- فَلَا يَأْتِيَنَّ الْمَسَاجِدَ (مسلم، كتاب المساجد ومواضع الصلاة، باب نهي من أكل ثوما أو بصلا أو كراثا أو نحوها) ترجمہ: ”جس نے اس درخت سے کھایا یعنی لہسن کو کھایا تو وہ مسجد میں نہ آئے“۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جَنِّبُوا مَسَاجِدَكُمْ صِبْيَانَكُمْ، وَمَجَانِينَكُمْ، وَشِرَاءَكُمْ، وَبَيْعَكُمْ، وَخُصُومَاتِكُمْ، وَرَفْعَ أَصْوَاتِكُمْ، وَإِقَامَةَ حُدُودِكُمْ، وَسَلَّ سُيُوفِكُمْ، وَاتَّخِذُوا عَلَى أَبْوَابِهَا الْمَطَاهِرَ، وَجَمِّرُوهَا فِي الْجُمَعِ (سنن إبن ماجه، كتاب المساجد، باب ما يكره في المساجد) ترجمہ: ”تم اپنی مسجدوں کو بچوں، دیوانوں (پاگلوں)، خرید و فروخت کرنے والوں، اور اپنے جھگڑوں (اختلافی مسائل)، زور زور سے بولنے، حدود قائم کرنے اور تلواریں کھینچنے سے محفوظ رکھو اور مسجدوں کے دروازوں پر طہارت خانے بناؤ اور جمعہ کے روز مسجدوں میں خوشبو جلایا کرو۔“

(و) كره تحريما (الوطء فوقه، والبول والتغوط) لأنه مسجد إلى عنان السماء (الدر المختار، كتاب الصلاة، باب ما يفسد الصلاة وما يكره فيها)

ختم شد